شفقت ظہور، ٹوکیو

رام پور اور مولانا امتیاز علی عرشی

Molana Arshi was a man who possessed multiple talents. His research work is called as Gateway to Knowledge. His name and work are important in the field of textual criticism. In this paper, the history of the state of Rampur and the services of its rulers is given as a background to the study of Arshi's life and works.

ریاست رام پور ______ جغرافیائی تعارف :

موجودہ ضلع رام پور، مراد آباد ڈویژن سابق روہیل کھنڈ ڈویژن صوبہ اُتر پردیش میں واقع ہے۔ یہ ضلع شجاع الدولہ اور انگریزوں کے ساتھ معاہدہ کے بعد نواب فیض اللہ خان کی جاگیر قرار پایا تھا۔ شہر رام پور جو نواب کا مسکن تھا ایک چھوٹے سے قصبے سے ترقی کر کے بڑا شہر بن گیا۔[1] ضلع رام پور 2367 مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ شہر مشرق میں 28-0-69 سے 54-0-78 طول بلد اور شمال میں 25-28 سے 10-29 عرض بلد پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں ترائی کے دیہات، مغرب میں مراد آباد، مشرق میں بریلی اور جنوب میں بدایوں ہے۔

اس ریاست نے برطانوی تسلط کے دوران، روہیلہ حکمرانوں کے عہد میں بہت نام کمایا۔ 1949ء میں ریاست رام پور کا الحاق بھارت سے ہوگیا۔

7 اکتوبر 1774ء کو رام پور کی اس روہیلہ ریاست کو نواب فیض اللہ خان نے برطانوی سامراج کی معاونت سے قائم کیا۔ 1775ء میں نواب فیض اللہ خان نے رام پور کے قطع کا سنگ بنیاد رکھا۔ پہلے اس ریاست کا نام فیض آباد تجویز کیا۔ بعد ازاں دیگر اسی نام کے شہروں کی موجودگی کی بدولت اس کا نام مصطفیٰ آباد تجویز کیا گیا۔۔

نواب فیض اللہ خان کا اقتدار 20 سال تک رہا۔ وہ علوم وفنون کے بہت بڑے قدر دان تھے۔ انہوں نے عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبان کے نایاب مخطوطات کی ایک کثیر تعداد جمع کی۔ انہی مخطوطات کو آج رضا لائبریری رام پور کا امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ سید اصغر علی شادانی اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے قابل تعریف نظام حکومت کے دو کارنامے ایسے انجام دیے جس کا فیض اب تک جاری ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ ان میں سے ایک مدرسہ عالیہ کا قیام جس میں درس نظامی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ جہاں سرحد، پنجاب سندھ، یوپی، بہار، بنگال کے علاوہ افغانستان، حبشوہ، بخارا ترکستان تک سے طالب علم آتے اور دستار فضیلت باندھ کر نکلتے ہیں۔ آپ کا دوسرا کارنامہ ''سرکاری قطب خانہ'' ہے جس کی موجودہ اور ترقی یافتہ شکل "رضا لائبریری" ہے جو اپنی افادیت کی بدولت عالم گیر شہرت رکھتی ہے۔''[2]

نواب فیض اللہ خان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے نواب محمد علی خان کے زمام اقتدار سنبھالی ،لیکن اقتدار کے 24 دن بعد ہی روہیلہ سرداروں نے اسے قتل کرا دیا اور ان کے بھائی غلام محمد خان کو نواب مقرر کیا۔ایسٹ انڈیا کمپنی نے ان کی حکمرانی پر اعتراض کیا اور ان کے اقتدار اسنبھالنے کے صرف 3 ماہ بعد فوجی کارروائی کے ذریعے ان کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا اور ،محمد علی خان مرحوم کے بیٹے ، احمد علی خان کو نیا نواب مقرر کیا۔احمد علی خان کا عرصہ اقتدار 44 سال کو محیط ہے ، احمد علی خان اولادِ نرینہ سے محروم تھا اس لیے غلام علی خان کے بیٹے محمد سعید خان کو احمد علی خان کی وفات کے بعد رام پور ریاست کا نیا نواب نامزد کیا گیا۔

کلب علی خان عربی اور فارسی زبان کے عالم تھے ۔ان کے دور اقتدار میں رام پور میں معیار تعلیم بہت بلند ہوا ۔خطیر رقم سے جامع مسجد کی تعمیر بھی ان کا سنہری کارنامہ ہے ۔انہوں نے 22 سال 7 ماہ حکومت کی ۔ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مشتاق علی خان نے 14 سال کی عمر میں اقتدار سنبھالا۔ان کے دور اقتدار میں بہت سی عمارتیں تعمیر ہوئیں ۔نئے سکول اور میڈیکل کالج لکھنو کے علاوہ بہت سے کالجز کی مالی معاونت بھی کی گئی۔

1905ء میں نواب مشتاق علی خان نے قلعہ میں ایک عظیم دربار ہال تعمیر کرایا ، جو آج کل رضا لائبریری رام پور کی صورت میں ،اردو دنیا میں مشرقی مخطوطات کی بدولت اپنی نظیر نہیں رکھتا۔مشتاق علی خان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نواب رضا علی خان مسند نشین ہوئے یہ ریاست رام پور کے آخری نواب تھے۔رضا علی خان 1930ء میں تخت نشین ہوئے ۔15 جولائی 1949ء کو گورنر جنرل ہند اور نواب آف رام پور کے درمیان ریاست کے انضمام کا معاہدہ طے پایا اور پونے دو سو سال قائم رہنے والی یہ ریاست بالآخر یکم جولائی 1949ء کو ہندوستان کا حصہ بن کر ضلع رام پور میں تبدیل ہوگئی ۔

والیان رام پور کو علم پروری اور ذوق شعری ورثے میں ملے تھے۔نوابان رام پور ہندوستان بھر میں اپنی علمی وادبی سرپرستی کے حوالے سے اچھی شہرت کے حامل تھے۔نواب گھرانے کے اکثر مرد و خواتین سخن فہمی کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کی طرف بھی مائل تھے۔لالہ سری رام نے "خم خانہ جاوید" میں نواب فیض اللہ خان کے والد نواب علی محمد خان کے بارے میں لکھا ہے:

''علی تخلص ،نواب علی محمد خان بہادر،مورث اعلیٰ ،رؤسائے رام پور'' [۳]

فیض اللہ خان کے بھائی نواب محمد یار خان جو امیر تخلص کرتے تھے، تلامذۂ قائم چاند پوری میں شمار ہوتے ہیں۔ڈاکٹر اقتدا حسن" کلیات قائم" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

> ''نواب محمد یار خان نے ۱۱۸۵ ہجری (۱۷۷۱ء) میں قیام الدین قائم کو ٹانڈہ طلب کر کے ان کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا اور سو روپے ماہوار تنخواہ مقرر کی۔'' [۴]

اس اقتباس سے والیان رام پور کی ترویج ادب میں خدمات کے ساتھ ساتھ شعری ادب سے دلچسپی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے ۔والیان رام پور نے جہاں اپنے عہد کے بڑے بڑے شعراء کی خدمات سے استفادہ کیا وہاں نامور شعراء کی کفالت بھی کی۔ان نامور شعراء میں تسکین ،غالب ،داغ ،اسیر ،امیر اور جلال وغیرہ جو ریاست کے ساتھ وابستہ ہوئے ،ان کی مالی معاونت کے ساتھ ساتھ انہیں انعام اکرام سے بھی نوازا۔[۵] اس ادبی پذیرائی اور علم پروری کی بدولت ریاست رام پور میں علمی وادبی سرگرمیوں کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

''تذکرہ کاملان رام پور'' میں حافظ احمد علی خان ،شوق میں رام پور سے وابستہ 544 علمی وادبی شخصیات کا ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ بھی ریاست رام پور نے تحقیق ،تنقید اور دیگر شعبہ ادب میں بڑے بڑے نامور افراد پیدا کیے۔ان افراد میں مولانا امتیاز علی عرشی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

حالات زندگی:

مولانا امتیاز علی خان عرشی ایک کثیر الجہات ادیب تھے۔ ان کی فکر کا دائرہ ان کے علم کی طرح وسیع تھا۔وہ بیک وقت ایک محقق ، غالب پر برعظیم کی سب سے بڑی سند ،عربی لغت کے مزاج شناس ، اہل زبان کے مانے ہوئے منشی تفسیرات سلف کے نامور عالم ، انتقادی اور تحقیقی مرتب ،مشرقی مخطوطات کے ماہر فہرست نگاراور قابل ذکر شاعر تھے۔تاہم ان کی وجہ شہرت غالب شناسی ہے ۔مکاتیب غالب اور دیوان غالب نسخہ عرشی اس امر کا ثبوت ہیں۔

امتیاز علی عرشی 8 دسمبر 1904ء کو رام پور میں پیدا ہوئے ۔[۶] ان کے آباؤ اجداد حاجی خیل قبائل (سوات) کے سردار تھے، جب ہندوستان ہجرت کی تو رام پور کے آس پاس کے علاقوں پر قابض ہوگئے جو بعد میں نواب فیض اللہ خان کو سونپ دیے۔اور ان کی فوج میں رسالدار کے عہدے پر فائز ہوگئے۔مولانا عرشی کے دادا، اکبر علی خان نے سیارہ گری کا پیشہ ترک کرکے مدرس دین بننے کو فوقیت دی ۔مولانا عرشی کے والد وٹرنری ڈاکٹر تھے جو ریاست رام پور کے شاہی اصطبل کے انچارج تھے۔

امتیاز علی خان عرشی کی شادی 1933ء میں حاجرہ بیگم کے ساتھ ہوئی ۔ان سے سات بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔امتیاز علی عرشی کی عمر 1 سال اور 6 ماہ تھی جب ان کی والدہ چھمی بیگم کا انتقال ہوا۔ان کی پرورش ان کی سوتیلی والدہ نے کی ۔امتیاز علی عرشی نے 5 سال کی عمر میں حصول علم کا آغاز کیا جو 1924ء تک جاری رہا ۔اسی سال انہوں نے رام پور سے درس نظامی کی کامیاب تکمیل کے بعد 1924ء ہی میں پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔دوران تعلیم لاہور میں اس زمانے کے معروف اساتذہ سید محمد طلحہ، نجم الدین اور عبدالعزیز میمن سے علمی استفادہ کیا۔[۷] اسی زمانے میں امتیاز علی عرشی کا پہلا علمی کارنامہ ،عربی کے انٹرمیڈیٹ کورس کا ترجمہ تھا۔ جسے شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور نے شائع کیا ۔اس اشاعت نے مولانا عرشی کے تصنیفی ذوق کو مہمیز کیا۔[۸]

مولانا عرشی کی درس نظامی اور مولوی فاضل میں کامیاب طلبہ کے عمومی مزاج برعکس ،تدریسی زندگی سے طبعاً بے رغبتی کا اظہار کیا شاید تدریس کی طرف ان کا میلان نہیں تھا۔

مولانا امتیاز علی عرشی نے کچھ عرصہ ندوۃ العلماء کے سفیر کے طور پر بھی اپنی خدمات سرانجام دیں لیکن جلد ہی اس منصب سے خود کو الگ کرلیا۔ذریعہ معاش کے طور پر ایک جرمن کمپنی کی ایجنسی لے کر سلائی مشین اور ٹائپ رائیٹر کی تجارت کا شوق بھی کیا،لیکن یہاں بھی ان کے عالمانہ مزاج نے ان کا ساتھ نہ دیا ،آخر کاروبار سے جلد قطع تعلق ہوگئے ،آخر کار 31 جولائی 1932ء کو رضا لائبریری رام پور میں عہدہ نظامت پر فائز ہوگئے اور اپنی وفات 25 فروری 1981ء تک اسی اسی کتب خانے سے وابستہ رہے۔

رضا لائبریری رام پور میں تقرر کے دوران میں مولانا امتیاز علی خان عرشی نے کتب خانے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور فہرست نگاری کی طرف توجہ مبذول کی ۔اورضعف ،تھکان اور بیماریوں کے باوجود آخری دم تک مصروف رہے ۔ان کی مصروفیات اور

کارکردگی کے بارے میں مولانا عبدالسلام خان اپنے مضمون "عرشی صاحب ...... جیسا میں نے پایا اور جانا" میں لکھتے ہیں :

''عربی مخطوطات کی بڑی تعداد کی چھ جلدوں میں فہرست مرتب ہوکر شائع ہوگئی۔تقریباً 1/7 حصہ عربی مخطوطات کا اور ان کا اشاریہ اور فارسی ،اردو کی انگریزی فہرستیں باقی ہیں، اس درمیان اردو کی کچھ کتابوں کی اردو فہرست بھی انہوں نے شائع کردی ۔اب ایسے لوگوں کا ملنا آسان نہیں جو کام کی تکمیل کرسکیں۔''۹

امتیاز علی عرشی نہایت ملنسار ،خوش اخلاق ، اپنوں کے ہی نہیں بلکہ غیروں کے بھی دکھ درد میں حتی المقدور ہمدردی اور مدد سے دریغ نہیں کرتے تھے۔علمیت کا اظہار ان کی عادت نہ تھی لیکن انہیں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ ہر کس و ناکس کے سامنے اپنی لیاقت اور علمی فہم وفراست کو مقابلے میں پیش کریں۔مولانا عبدالسلام خان لکھتے ہیں:

''عرشی صاحب عالم دین ، واعظ خوش بیان تھے ، قصہ گوئی سے دور ، ان کی تقریر مسلسل ،مربوط اور موضوع سے چسپاں ہوتی ، ان کا وعظ گویا عام فہم مذہبی خطابت تھی ۔ان میں نہ خشکی تھی نہ کُھرا پن ،خندہ پیشانی ،نرم خو ، خوش طبع اور خوش خلق تھے۔ بے تکلف احباب کی تفریحی نشستوں میں جن میں ان کی شخصیت مرکزی بن جاتی ان کے درمیان درمیان میں ہلکے پھلکے مزاحیہ جملے ، برمحل اشعار اور لطائف ظرائف مجلس سے اٹھنے نہیں دیتے تھے۔ان کی گفتگو سادہ، رواں ،سنجیدہ اور مربوط ہوتی تھی،دلائل سے مستحکم اور سننے والے کو متاثر اور ان کی ہمنوائی پر مجبور کر دیتی تھی۔''۱۰

مولانا امتیاز علی عرشی کی ادبی خدمات:

مولانا امتیاز علی عرشی کا نام بیسویں صدی کے صف اول کے محققین میں شامل ہے ۔وہ مشرقی علوم میں ایک بلند پایہ مقام رکھتے تھے۔آپ نے اردو ،فارسی تحقیق اور متنی تنقید میں جو معیار پیش کیا وہ نہ صرف قابل ذکر ہے بلکہ قابل تقلید بھی ۔آپ ایک مسلم الثبوت غالب شناس تھے۔آپ کی تحقیقات سے غالبیات میں خاص طور پر اضافہ ہوا ۔ذیل میں مولانا امتیاز علی عرشی کے مقالات اور ان کی کتب کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

مقالات رسائل میں:

اردو:

- قواعد اردو کی ایک غیر معروف کتاب دستورالفصاحت (حکیم احمد علی یکتا) ۔ اردو جنوری ۱۹۴۲ء
- سبد باغ دور در مصنفہ غالب : تعارف تلخیص ،حواشی ۔ اردو کراچی جنوری فروری ، مارچ ۱۹۶۹ء
- غالب کی چند نئی اردو تحریر ۔اردو ۔اردو کراچی ۱۹۷۹ء،شاعر ،بمبئی مئی ۱۹۵۹ء خاص نمبر
- محسن کا ترجمہ مخزن نکات (قیام الدین محمد قائم چاند پوری (م ۱۲۰۸ھ /۱۷۹۳ء) کے تذکرۂ مخزن نکات کا اردو ترجمہ) ۔ "اردو" کراچی ، اپریل ۱۹۶۷ء
- تلفظ ایرانی دراشعار امیر خسرو (نون غنہ) ۔"اردو" کراچی جنوری ۱۹۷۶ء
- خاں آرزو کا تذکرہ مجمع النفائس ۔ اردو کراچی اپریل ۱۹۷۹ء

◎ بابر کی موت کا واقعہ کیا تھا؟ "اردو" کراچی اپریل ۱۹۸۱ء

اردو ادب:

◎ سودا کا ایک قصیدہ ۔'اردو ادب'علی گڑھ جولائی ۱۹۵۰ء

◎◎ محاورات بیگمات ۔"اردو ادب" جولائی، دسمبر۱۹۵۲ء

خطوط داغ ۔ "اردو ادب" علی گڑھ ستمبر۱۹۵۲ء

الشجاع:

◎ کلام غالب کا انتخاب کس نے کیا ۔الشجاع کراچی جلد نمبر۱۷، ۶۹ء غالب نمبر (خود غالب نے کیا تھا)

العلم:

◎ ایک عروشی مباحثے پر محاکمہ (مکتوب عرشی صاحب بنام نیاز فتحپوری)۔''العلم'' اپریل ۔جون ۸۰ء

اورینٹل کالج میگزین:

◎ شیخ گدائی کنبوہ (عہد اکبری کا مشہور شاعر) اورینٹل کالج میگزین لاہور نومبر۱۹۳۴ء

◎ پشتو میں تذکیرو تانیث ۔اورنٹیل کالج میگزین لاہور، مئی ۱۹۴۸ء

آج کل:

◎ غالب کی اپنے کلام پر اصلاحیں ۔آج کل دہلی، فروری ۱۹۵۲ء

◎ ہندوستان کے چند مشہور موسیقار ۔ آج کل اگست ۱۹۵۶ء موسیقی نمبر

◎ دیوان مومن کا ایک نادر مخطوطہ ۔آج کل دسمبر ۶۵ء

◎ مرزا غالب کا زائچہ ۔آج کل فروری ۶۷ء

◎ کتابوں کا تاج محل (رام پور رضا لائبریری) ۔آج کل ستمبر ۱۹۶۷ء

◎ غالب کا خود نقل کردہ نسخہ دیوان غالب ۔آج کل جولائی ۶۹ء

◎ کچھ غالب کے متعلق ۔آج کل فروری ۵۸ء، انجام کراچی ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء آج کل مارچ ۱۹۷۲ء

آغاز:

◎ اسلام میں تجارت کا درجہ۔'آغاز' رام پور ۲۸۔۲۷ فروری ۱۹۴۸ء

برہان:

◎ ہندوستان کے عربی فارسی کتب خانے ۔برہان، مئی ۱۹۴۷ء

- دیوان مخلص کا ایک نادر نسخہ (آنند رام مخلص) ۔ برہان ستمبر ۱۹۵۰ء
- کلیات طالب آملی (پانچ خطی نسخوں کا تعارف) ۔ برہان دسمبر ۱۹۵۳ء
- دیوان ابوطالب کلیم (کتب خانہ رضائیہ میں موجود مجموعہ اشعار کا تعارف) برہان ، دہلی فروری ۱۹۵۴ء
- وفا رام پوری ایک گمنام شاعر ۔ برہان دہلی، فروری ۴۷ء شاہکار اکتوبر ۱۹۶۱ء
- تنسیق العلوم ترجمہ ڈیوی ڈسمل کلاسی فیکیشن ۔ برہان ، جنوری ۱۹۶۴ء

پگڈنڈی :

- مومن کا فارسی کلام ۔ ' پگڈنڈی 'امرتسر جنوری ۱۹۶۰ء

تحریر:

- اسلامیات کا مطالعہ ۔تحریر دہلی جلد نمبر۲ شمارہ نمبر۴ ،فکرونظر، اسلام آباد(۷) ۶۱ ۔۵۱، اسلام اور عصر جدید جلد نمبر۱ شمارہ نمبر۱ ۱۹۶۹ء

تحریک :

- مولانا فضل حق خیر آبادی اور ۱۸۵۷ء کا فتوی جہاد ۔''تحریک'' دہلی اگست ۱۹۵۷ء ، نیا دور لکھنو، جنوری، فروری ۱۹۸۱ء
- خلاصہ غالب : اہم تاریخیں ۔تحریک دہلی اپریل، مئی ۱۹۶۱ء
- دلی کے چند شاعروں کی کہانی غالب کی زبانی ۔تحریک دہلی فروری ۶۳ء
- مجلس یادگار غالب کا شائع کردہ ''دیوان غالب'' ۔''تحریک'' اپریل ۶۷ء غالب نمبر

ثقافت الہند:

- لامیۃ الہند (للقاضی المقتدر بن محمود بن سلیمان الشریحی الکندی الدہلوی کا قصیدہ جو انہوں نے لامیۃ العجم کے جواب میں لکھا تھا) مجلّہ ثقافت الہند دہلی ستمبر ۱۹۵۰ء
- الدالیہ (الشیخ احمد لتانیسری کا قصیدہ) "مجلّہ ثقافت الہند" دہلی جون ۱۹۵۲ء
- دیوان ابی محجن (لعمرو بن حبیب الثقفی الصحابی) "مجلّہ ثقافت الہند" دہلی ستمبر ۵۲ء
- الامثال السائرہ بن شعر المتنبی (لابی قاسم الصاحب اسمٰعیل بن عباد الطالقانی وزیر فخر الدولہ الدیلمی) "مجلّہ ثقافت الہند" دہلی ستمبر ۱۹۵۳ء
- حول اخبار الزماں (مسعودی کی کتاب الاوسط کا ایک حصہ) "ثقافت الہند" دہلی ۶۱ء

جامعہ :

- دیوان غالب کے ابتدائی مطبوعہ نسخے ۔جامعہ دہلی ستمبر ۱۹۴۲ء

- کتب خانہ رام پور ۔'جامعہ' جولائی ۱۹۴۷ء

ریاض:

- انہ من سلیمان (سید سلیمان ندوی کے خطوط بنام عرشی صاحب)، ریاض ،کراچی اپریل۱۹۵۴ء

سب رس:

- کچھ نستعلیق کے بارے میں ۔سب رس حیدر آباد، اگست ۷۷ء

شب خون:

- یقولون مالا یفعلون (شاعر کا قول وفعل)شب خون الہٰ آباد، اپریل ۱۹۷۷ء

صحیفہ:

- دیوان ناسخ کا ایک اہم نسخہ ۔'صحیفہ' اکتوبر ۶۱ء

علم وفن:

- تاثرات غالب (انٹرویو) علم وفن دہلی اپریل ۶۹ء دسمبر ۶۸ ء

علی گڑھ میگزین :

- غالب کی شعر گوئی اور ان کے دواوین ۔علی گڑھ میگزین ۱۹۴۹ء غالب نمبر

فاران :

- نستعلیق کیا ہے؟ ۔ فاران کراچی، جنوری ۱۹۸۱ء

فروغ اردو:

- یاد غالب (غالب کا نظریہ شعر)۔فروغ اردو لکھنو اپریل ۱۹۶۳ء

فیض الاسلام:

- غالب کے آثار فارسی ۔فیض الاسلام ستمبر ۵۵ء

قومی زبان :

- غالب کی تاریخ پیدائش ۔قومی زبان ستمبر ۶۹ء، ہماری زبان ۸ جولائی ۶۹ ء
- ناسخ کے دفتر پریشاں کا بیش قیمت مسودہ ۔قومی زبان کراچی، مئی ۱۹۷۹ء

کتاب نما:

- انشائے غالب ۔'کتاب نما' مارچ ۶۹، کتاب مارچ ۶۹ء

ماہ نو:

◎ غالب کے فارسی خطوط : ایک تحقیق۔ ماہ نو کراچی فروری ۵۰ ءفروری۶۹ء غالب نمبر،

◎ مکاتیب عرشی (غالب کے متعلق چند نکات) ماہ نو کراچی اکتوبر ۱۹۶۵ء

◎ غالب پر ایک گفتگو ۔ ماہ نو کراچی جنوری ،فروری ۶۹ ء غالب نمبر، ستمبر ۶۷ءآج کل دہلی فروری ۶۷ ء

◎ غالب کا دربار اور خلعت ۔ ہفتہ وار جدید اگست ۱۹۵۷ء اردو نمبر ماہ نو فروری ۶۹ ء غالب نمبر،شاعر بمبئی ،فروری ،مارچ ۶۹ ء غالب نمبر

◎ غالب کی نئی فارسی تحریریں ۔ماہ نو مارچ ۱۹۶۵ ءفروری ۶۹ ء غالب نمبر،نقوش نمبر ۶۵ ء

◎ مرزا غالب کی کچھ نئی فارسی تحریریں۔ اردوے معلّیٰ (ا) دہلی فروری ۶۰ ء غالب نمبر ماہ نو کراچی فروری ۶۷ ء

مجلّہ عثمانیہ:

◎ نسخہ حمیدیہ کے چند اغلاط ۔مجلّہ عثمانیہ حیدرآباد ۱۷/۱، ۱۹۴۵ء

معارف:

◎ رباعیات عمر خیام کا ایک نادر نسخہ ۔" معارف" اکتوبر، دسمبر ۱۹۳۰، مقالات عرشی ص ۲۳۶

◎ شبلی کی دو غیر مطبوعہ تحریریں (رضا لائبریری کی معائنہ بک سے) "معارف" اکتوبر ۳۴ء

◎ قانون شیخ کا پہلا مطبوعہ نسخہ (۱۷۱۸ ء) ۔'معارف' دسمبر ۱۹۳۴ء

◎ رباعیات عمر خیام 'مرصاد العباد' میں عمر خیام اور خاقانی ۔''معارف'' فروری ۴۱ء،مقالات عرشی ص ۲۶۷ ''برہان'' فروری ۱۹۷۲ء

◎ طہور الاسرار نامی ومطہر کڑہ (نظامی گنجوی کی مثنوی مخزن الاسرار کی شرح ظہور الاسرار) ''معارف'' جولائی اگست ۱۹۴۱ ء مقالات عرشی ص ۴۰۸

◎ سیرت: یاد پاستان (تاریخ محمدی اور اس کے مصنف کے احوال وآثار) معارف اگست ۱۹۴۲ء

◎ مولانا شبلی کے دو غیر مطبوعہ خطوط (بنام حکیم اجمل خاں دہلوی اور حافظ احمد علی خاں شوق رام پوری) "معارف" دسمبر ۱۹۴۲ ء

◎ اردو زبان کی بناوٹ میں افغانوں کا حصہ ۔"معارف" مارچ ۔مئی ۱۹۴۹ ء

معاصر:

◎ آنند رام مخلص کے اردو شعر۔ 'معاصر' پٹنہ حصہ نمبر ا مئی ۱۹۵۱ ء

معیار (پٹنہ):

◎ مرزا غالب کے غیر مطبوعہ خطوط ۔ معیار پٹنہ مارچ ۱۹۳۶ء

معیار (میرٹھ):

◎ شاعر کا قول ۔ معیار میرٹھ تنقید نمبر ۱۹۵۴ء

مہر نیمروز:

◎ کچھ غالب کے بارے میں ۔ مہر نیمروز کراچی فروری ۱۹۵۸ء

نقوش:

◎ دیوان غالب کا ایک نادر نسخہ ۔ نقوش جون ۶۰ء

◎ دیوان غالب اردو نسخہ عرشی ۔ نقوش لاہور نومبر ۱۹۶۴ء

◎ دیوان غالب کا ایک نادر انتخاب ۔ نقوش اکتوبر ۱۹۶۹ء غالب نمبر

◎ مقدمہ دیوان غالب فارسی (مرتبہ عرشی) کے چند اوراق ۔ نقوش فروری ۶۹ء غالب نمبر شاعر بمبئی فروری مارچ ۱۹۶۹ء غالب نمبر

◎ اقبال اور عراقی ۔ ''نقوش'' اقبال نمبر ستمبر ۱۹۷۷ء

◎ اقبال و آرزوے نایافت ۔ ''برہان'' دہلی جون ۴۶ء، نقوش اقبال نمبر دسمبر ۷۷ء، آج کل نومبر ۷۷ء

◎ کلیات میر کا ایک نادر نسخہ ۔ دہلی کالج میگزین نومبر ۱۹۶۲ء میر نمبر ''نقوش'' میر نمبر ۸۳ء

نگار:

◎ خاقانی ہند علامہ آصفی نظامی رام پوری ۔ ''نگار'' اپریل، مئی، جون، اگست، ستمبر ۳۰ء

◎ ہارون رشید کی مجلس داستان سرائی ۔ ''نگار'' دسمبر ۱۹۳۰ء

◎ غالب کی ایک غیر معروف فارسی مثنوی (مثنوی دعاء صباح) نگار لکھنو مئی ۱۹۴۱ء

◎ مرزا غالب کی اصلاحیں (نواب ناظم والی رام پور اور صاحبزادہ عباس بیتاب رامپوری کے کلام پر اصلاحیں) نگار لکھنو اکتوبر ۱۹۴۲ء

◎ کچھ داغ کے بارے میں ۔ ''خاور'' ڈھاکا مارچ ۱۹۵۳ء ''نگار'' لکھنو اپریل ۵۳ء

◎ غالب کا معیار شعر وسخن ۔ نگار جنوری، فروری ۶۹ء

نوائے ادب:

◎ دیوان غالب ۔ نوائے ادب بمبئی اکتوبر ۱۹۶۴ء

◎ قدیم اخبارات کی کچھ جلدیں ۔ ''نوائے ادب'' بمبئی اپریل ۱۹۵۸ء

نئی روشنی:

◎ کتب خانے کے آداب ۔ ہفتہ وار نئی روشنی ، دہلی یکم فروری ۱۹۴۹ ء تحریک ۱۹۶۴ ء ، نورنگ کراچی فروری ۱۹۵۱ ء

◎ خط نستعلیق ۔ ہفتہ وار نئی روشنی یکم جنوری ۱۹۵۰ ء

نیادور:

◎ ایک قلمی کتاب کی سرگذشت (بابر کے ترکی دیوان کے سفر کی داستان) نیادور لکھنو ،نومبر ۱۹۵۶

◎ نسخ ۔تعلیق ۔نستعلیق ۔ نیا دور لکھنو ستمبر ، اکتوبر ۱۹۵۸ ء

◎ اردو شاعری پر غالب کا اثر ۔ نیا دور لکھنو مارچ ۵۹ ء فضل الرحمٰن اسلامیہ کالج بریلی میگزین غالب نمبر ۷۰۔۱۹۶۹ ء ، فاران ، اپریل ۱۹۴۹ ء

◎ انشا کی دو نادر کتابیں (ترکی کا روزنامچہ، سلک گوہر) نیا دور لکھنو اپریل ۱۹۶۰ ء

◎ وفا رام پوری : رام پور کا ایک گمنام شاعر ۔ نیادور کراچی شمارہ ۲۴، ۲۳ ، ۶۱ ء

◎ غالب اور برہان ۔تحریک دہلی اپریل مئی ۶۱ ء ، غالب نمبر ، اپریل ۸۱ ء نیادور لکھنو مئی ۶۱ ء

◎ نسخہ حمیدیہ اور بجنوری (دیوان غالب) ۔ نیادور لکھنو مئی ۶۱ ء ، العلم ، اپریل ، جون ۶۹ ء غالب نمبر

◎ غالب اور قاطع برہان : چند غیر مطبوعہ تحریریں ۔ نیا دور لکھنو ۲۶ جنوری ۶۵ ء

◎ برہان قاطع پر غالب کے چند اعتراضات ۔ نیا دور لکھنو ۲۶ جنوری ۱۹۶۷ ء

◎ ترجمہ منظوم دعاء الصباح (غالب کی ایک نادر فارسی مثنوی کے مخطوطہ رام پور کا تعارف) نیا دور لکھنو فروری ، مارچ ۱۹۶۹ء غالب نمبر

◎ نسخہ حمیدیہ کی فروگذاشتیں : نسخہ بھوپال کی روشنی میں ۔ نیا دور لکھنو مئی ۱۹۶۹ ء ، "صحیفہ" جولائی ۶۹ ء

◎ دیوان غالب نسخہ بدایوں : ایک نادر مخطوطہ ۔ نیا دور لکھنو جنوری ۱۹۷۱ ء

◎ قاطع برہان غالب کا مسودہ نیا دور لکھنو جنوری فروری ۱۹۷۲ ء

◎ انجان شاعروں کے اچھے شعر ۔ نیا دور لکھنو مئی ۷۴ ء

نیرنگ:

◎ تبرکات غالب (مرزا غالب کا غیر مطبوعہ خلام) ۔ نیرنگ دہلی جنوری ۱۹۳۳ ء

◎ نواب الٰہی بخش معروف ۔ 'نیرنگ' دہلی جنوری ، فروری ۱۹۳۴ ء

◎ یادگار غالب (مرزا غالب کا غیر مطبوعہ فارسی کلام) ۔"نیرنگ" دہلی ، اپریل ، مئی ۱۹۳۴ ء

◎ فطرت فیاض ہے ۔''نیرنگ'' رام پور جنوری ۱۹۲۷ ء

◎ خاقانی عصر حضرت آصفی رام پوری ۔''نیرنگ'' رام پور اپریل ۱۹۲۷ ء

ہماری زبان:

- نسخہ حمیدیہ کی اشاعت کا سال (۱۹۶۱ء)۔ ہماری زبان ۸ اگست ۶۱ ء
- مرزا غالب کی ثقل سماعت کی تاریخ ۔ ہماری زبان جولائی ۱۹۶۲ء
- شاہی کتب خانے کے آلات ہئیت ۔ معارف، ستمبر ۱۹۳۳ء ہماری زبان دہلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۷۴ء
- علامہ نجم الغنی خاں رام پوری ۔ روزنامہ ناظم رام پور ۲۷، ۲۹ جنوری ۱۹۷۵ء قسط اول، دوم، ہماری زبان دہلی یکم جنوری ۷۵ ء
- گدائی حیاتی اور ان کے والد جمالی ۔'اردو' کراچی جولائی ۱۹۷۸ء'ہماری زبان مئی ۷۹ ء
- اردو کی تذکیرو تانیث پر پشتو کا اثر ۔"اخبار اردو" اسلام آباد جولائی ، ۱۹۹۰ء ہماری زبان ۲۲ اگست ۱۹۹۰ ء

ہم قلم :

- قلمی کتابوں کی سرگذشت ۔'ہم قلم' کراچی ستمبر ۱۹۶۱ء

مقالات کتب میں:

- الامام الثوری وکتابہ فی التفسیر ۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد کی سلور جوبلی کے موقع پر پڑھایا گیا اور انھی کی طرف سے شائع ہوا۔ (۱۹۳۹ء)
- الیواقیت فی المواقیت (نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (م ۵۳۸ ھ ۱۱۶۲ ء) کی کتاب) مشمولہ نذر حمید مرتبہ مالک رام ص ۹۱
- امام ابن حزم طاہری اور ان کی کتاب الانساب ۔مقالات عرشی ص ۱۶۷، سالانہ روئداد ادارہ معارف الاسلامیہ لاہور ۱۹۳۸ء ص ۱۷۰
- امام سفیان ثوری کے سوانح حیات اور ان کی تصنیفات ۔مقالات عرشی ،ص ا، معارف اگست ستمبر ۳۵ ء
- آداب المتعلمین اور طوسی ۔''مجلّہ علوم اسلامیہ'' علی گڑھ جون ۱۹۶۱ ء مقالات عرشی ص ۳۸۴ فکر ونظر جولائی ۱۹۶۱ ء
- بابر کی وفات ۔مشمولہ نذیر زیدی مرتبہ مالک رام ص ۸۹
- تاریخ محمدی اور اس کے مولف کے احوال وآثار (مولف میرزا محمد حارثی بدخشی) مقالات عرشی ص ۴۳۰
- جاحظ کی کتاب الاخبار (احادیث پر عقلی دلیل) ۔مشمولہ نذر ذاکر ،مرتبہ مالک رام ۳۴
- رئیس رام پوری ۔مشمولہ "رئیس رام پوری: شاعر اور زندگی" مرتبہ محمد اطہر مسعود خاں ص ۳۳۔
- زرنوجی کا نظام تعلیم وتعلم ۔''تعلیم جدید'' رام پور ۱۹۴۶ء مقالات عرشی ص ۳۶۱، صحیفہ جنوری ۱۹۶۷ ء

- زماں ومکاں کی بحث سے متعلق اقبال کا ایک ماخذ عراقی یا مثنوی ۔مشمولہ مقالات جشن اقبال صدی مرتبہ محمد منور شعبہ اقبالیات، جامعہ پنجاب، لاہور۱۹۸۲ء
- سمعانی اور اس کی کتاب الانساب (تاج الاسلام ابو سعد عبدالکریم بن محمد سمعانی (ف ۵۶۲ ھ، ۱۱۶۶ء) ۔ مقالات عرشی ص ۳۱۷، سالانہ روئداد۔ ادارہ معارف الاسلامیہ، لاہور ۱۹۳۶ء۔
- صحیح مسلم کا ایک قدیم نسخہ، ہندوستان میں (نوشتہ ۸۷ھ) معارف اگست ۳۰ء مقالات عرشی ص ۲۷
- طبقات الفقہاء الشافعیہ الوسطی (تاج الدین سبکی (ف ۷۷۱ھ / ۱۳۷۰ء) کی مشہور کتاب کا ایک مخطوطہ، نوشتہ ۷۵۴ھ)۔ مقالات عرشی ص ۳۹۷، مجلّہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ جون ۱۹۶۱ء
- قاطع برہان کا پہلا مسودہ ۔مشمولہ نذر عابد، مرتبہ مالک رام ص ۱۷۹
- مولانا آصفی اور ان کی شاعری ۔ مقالات عرشی ص ۴۴۸
- نجم النسفی ۔ معارف، مارچ، اپریل، جون ۱۹۴۶ء مقالات عرشی ص۲۷۲
- نہج البلاغہ کا استناد۔ مقالات عرشی ص۶۳، فاران کراچی مئی ۵۴ء، مشمولہ نہج البلاغہ کا مکمل ترجمہ از غلام اینڈ سنز لاہور ص ۳۴

تصانیف و تالیفات:

نامناسب نہ ہوگا اگر ہم عرشی صاحب کی طبع شدہ تصانیف و تالیفات کی فہرست بھی پیش کردیں ۔ تاکہ پڑھنے والوں کے سامنے ان کی تحقیقات ایک ساتھ سامنے آجائیں۔

تاریخ:

(۱) وقائع عالم شاہی از کنور پریم کشور فراقی (فارسی) رامپور: ہندوستان پریس، ۱۹۴۹ء

(۲) تاریخ محمدی از میرزا محمد حارث بدخشی دہلوی(فارسی) ۱۹۶۰ء

(۳) تاریخ اکبری المعروف بہ تاریخ قندھاری (فارسی) ۱۹۶۲ء

تذکرے:

(۱) مجالس رنگیں(سعادت یار خاراں رنگیں) ترجمہ اردو،۱۹۴۲ء

(۲) دستورالفصاحت از حکیم احمد علی خاں یکتا لکھنوی (فارسی)رامپور: ہندوستان پریس،۱۹۴۳ء

تفسیر:

(۱) تفسیر القرآن الکریم ۔امام سفیان بن سعید بن سروق الثوری الکوفی (عربی) ۷۳ء

داستان وقصص:

(۱) رانی کیتکی کی کہانی از انشاء اللہ خاں انشا (اردو)

(۲) سلک گوہر از زنشاء اللہ خاں انشا (اردو) ریاست رامپور: اسٹیٹ پریس، طبع اول، ۱۹۴۸ء

درسیات :

(۱) اردو ترجمہ بی ۔اے عربی کورس پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۲۸ء

(۲) اردو ترجمہ ایف ۔اے عربی کورس پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۲۸ء

شاعری (دیوان):

(۱) نادرات شاہی از شاہ عالم ثانی (فارسی اردو اور ہندی کلام) ۱۹۴۴ء

عربی ادب:

(۱) کتاب الاجناس ۔لابی عبید القاسم بن سلام الہروی البغدادی (عربی) ۱۹۳۸ء

(۲) دیوان الحادرۃ ۔لقطبہ بن اوس بن المازنی الفزارالفطفانی (عربی) ۱۹۴۹ء

غالبیات:

(۱) انتخاب غالب (غالب کا اپنا کیا ہوا اردو فارسی کلام کا انتخاب) (اردو) ۱۹۴۳ء

(۲) تدوین اشعار غالب ۔ امین الادب لوہارو جون ۱۹۴۴ء

(۳) فرہنگ غالب (فارسی) رامپور: ناظم برقی پریس، ۱۹۴۷ء

(۴) مکاتیب غالب (اردو) بمبئی: مطبۂ قیّمہ، ۱۹۳۷ء سات ایڈیشن آخری ۱۹۴۹ء (غالب کے وہ خطوط جو انھوں نے فردوس مکاں نواب یوسف علی خاں ناظم اور ان کے جانشین خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کے نام لکھے تھے)

(۵) دیوان غالب (نسخہ عرشی) (اردو) ۱۹۵۸ء

فہارس:

(۱) فہرست مخطوطات اردو، رضا لائبریری رام پور جلد اول (اردو)

(۲) فہرست مخطوطات عربی رضا لائبریری رام پور (انگریزی) ۱۹۶۴ء، ۱۹۸۱ء چھ جلدیں

امتیاز علی خان عرشی کا ادبی اختصاص و مقام:

مولانا امتیاز علی عرشی بیسویں صدی میں تدوین متن کے اعتبار سے بلاشبہ سب سے ممتاز اور افضل مقام پر فائز ہیں۔مولانا عرشی عربی، فارسی، اردو کے علاوہ دینی علوم سے بھرپور واقفیت رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے اردو میں تدوین متن کے بے نظیر نمونے مولانا عرشی کی دین ہیں جن میں ''مکاتیب غالب''، ''دستورالفصاحت'' اور ''دیوان غالب نسخہ عرشی'' نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔اس ضمن میں

مولانا عرشی کو اردو کا پہلا متنی نقاد قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ڈاکٹر خلیق انجم کے بقول :

''شیرانی صاحب کے مجموعہ نغز اور قاضی عبدالودود صاحب کے دیوان جوشش سے قبل عرشی صاحب کی مرتبہ ''مکاتیب غالب'' شائع ہو چکی تھی۔لیکن ان دونوں حضرات نے عملی متنی تقید کے اس بہترین کام کو اپنے لیے نمونہ نہیں بنایا۔۔۔۔۔۔(عرشی صاحب) نے اردو میں متنی تنقید کے اعلیٰ ترین عملی نمونے پیش کیے ہیں۔''[۱۱]

مولانا امتیاز علی عرشی کا تحقیق وتدوین میں پہلا کارنامہ "مکاتیب غالب" ہے جو ۱۹۳۷ء میں منظر عام پر آیا۔یہ نسخہ ۳۲۰ صفحات پر مشتمل تھا اور نسخ ٹائپ میں بمبئی سے شائع ہوا۔اس کتاب کا چھٹا ایڈیشن ۱۹۴۹ء میں رام پور سے شائع ہوا۔اگر پہلے اور چھٹے ایڈیشن کا موازنہ کیا جائے تو مولانا امتیاز علی عرشی نے ہر ایڈیشن میں ترمیم واضافے سے کام لیا جوان کی عالمانہ عظمت پر دال ہے۔"انتخاب غالب" کا تنقیدی ایڈیشن ۱۹۴۳ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔غالب نے ۱۸۶۶ء میں نواب قلب علی خان کی خدمت میں اپنا اردو اور فارسی کلام کا انتخاب پیش کیا تھا۔

۱۹۴۳ء ہی میں مولانا امتیاز علی عرشی نے سید احمد علی یکتا لکھنوی کی تالیف "دستورالفصاحت" کا تنقیدی ایڈیشن بھی شائع کیا۔ دستور الفصاحت دراصل ایک تذکرہ ہے جسے احمد علی خاں یکتا نے ۱۸۴۹ء میں لکھا تھا۔کم وبیش ایک سو سال تک یہ اشاعت کا منتظر رہا۔اس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود تھا اور دوسرا کیمرج میں۔مولانا عرشی نے اسے ایڈٹ کر کے ۱۹۴۳ء میں شائع کردیا اور آغاز کتاب میں ایک تفصیلی مقدمہ لکھا جس میں اُردو تذکرہ نگاری کی ابتداء اُردو کے مشہور ابتدائی تذکروں کی ترتیب وتکمیل کے سنین ،ان کے محاسن معائب اور دیگر احوال وکوائف پر سیر حاصل تحقیقی گفتگو کی ۔مولانا عرشی کے ۱۱۷ صفحات پر مشتمل عالمانہ مقدمہ کو خلیق انجم نے اپنی جگہ پر ایک کتاب کی حیثیت قرار دیا ہے۔[۱۲]اس مقدمہ سے شعرائے ریختہ کے تذکروں کے متعلق کئی نئی معلومات حاصل ہوئیں۔قدیم تصنیفات ،مصنفین ،شعرا اور والیان ریاست کے تعین زمانہ اوران سے متعلق دوسری واقفیتوں کے سلسلے میں یہ مقدمہ ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہوگا۔

اس تنقیدی ایڈیشن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مولانا عرشی نے حواشی کے اندراج کے ضمن میں ۵۸ تذکروں سے مدد لی ہے۔دستورالفصاحت کا اختصاص یہ ہے کہ اس میں ۱۳۵ ایسے شعراء کا ذکر ہے جو مذکورہ ۵۸ تذکروں میں کہیں نظر نہیں آتے۔

امتیاز علی عرشی نے ۱۹۴۴ء میں شاہ عالم ثانی کے فارسی ،برج بھاشا اور اردو دیوان ''نادرات شاہی'' کا تنقیدی ایڈیشن تیار کر کے شائع کیا۔

رضا لائبریری میں انشاء اللہ خان انشاء کی لکھی ہوئی کہانی "رانی کیتکی" کے دو مخطوطے محفوظ ہیں۔انہی مخطوطات کی بنیاد پر امتیاز علی عرشی نے ''کہانی رانی کیتکی کی'' کا تنقیدی ایڈیشن تیار کیا، جسے انجمن ترقی اردو ہند شائع کر رہی تھی کہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامے شروع ہو گئے۔جب اس کتاب کو انجمن ترقی اردو، پاکستان نے شائع کیا تو اس پر غلطی سے مرتب کا نام مولوی عبدالحق درج ہو گیا۔[۱۳]

''فرہنگ غالب'' کو ۱۹۴۷ء میں شائع کیا۔ غالب نے اپنی تحریروں میں فارسی، ترکی، سنسکرت ، اردو، ہندی اور عربی الفاظ کی

جا بہ جا تشریح کی تھی۔مولانا عرشی نے ایسے تمام الفاظ کو ان کی تشریحات کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

امتیاز علی عرشی نے "انشاء اللہ خان انشاء کی صنعت مہملہ میں تحریر کردہ کہانی "سلک گوہر" کا تنقیدی ایڈیشن ۱۹۴۸ء میں شائع کیا۔

۱۹۵۸ء میں "دیوان غالب"اردو،نسخہ عرشی انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع ہوا۔مولانا عرشی نے جو دیوان ایڈٹ کر کے شائع کیا، وہ اپنی خصوصیتوں کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ اس میں غالب کے تمام اردو کلام کو یکجا کر دیا گیا ہے اور یہ تدوین کلام کے جدید اصولوں کے مطابق ہے ۔ کہہ سکتے ہیں کہ یہ غالب کے اردو کلام کا نہایت معتبر و مستند دیوان ہے۔ اس دیوان سے املائے غالب کا بھی علم ہوجاتا ہے۔ یہ مولانا کا وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے ان کا نام ہمیشہ اردو ادب میں احترام سے لیا جائے گا۔اس کتاب کی اشاعت پر انہیں ساہتیہ اکادمی انعام سے بھی نوازا گیا۔

امتیاز علی عرشی نے ۱۹۶۲ء میں "تاریخ اکبری المعروف بہ تاریخ قندھاری"مرتب کر کے شائع کی ۔یہ کتاب ۴۴۶ صفحات پر مشتمل ہے اور عہد اکبری کے ایک درباری کی لکھی ہوئی تاریخ ہے۔اس کے علاوہ تاریخ محمدی اور تفسیر القرآن کی تدوین بھی مولانا کے اچھوتے کارنامے ہیں۔

''باغ دودر'' دراصل غالب کی فارسی شاعری اور نثر کا مجموعہ ہے،جو ۱۹۶۹ء میں منظر عام پر آیا۔ ۱۹۶۹ء میں جب ساری دنیا بالخصوص بھارت میں غالب صدی کی دھوم مچی تو مولانا عرشی نے اسے اپنے حواشی کے ساتھ شائع کیا۔

مولانا امتیاز علی عرشی کی تالیف وتصانیف کی مذکورہ بالا فہرست کو دیکھ کے ان کی محققانہ اور ناقدانہ بصیرت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔اردو کے تقریباً تمام محققین نے تحقیقات عرشی کو باب علم سمجھا ہے اور ان پر تنقید واضافہ کی راہ شاذونادر ہی پائی ہے۔غالب سے متعلق مولانا عرشی نے جو تحقیق پیش کی ہے یا شعرائے ریختہ کے تذکروں سے متعلق "دستور الفصاحت" کے مقدمے میں جو اطلاعات محققہ فراہم کی ہیں، ان کی حیثیت عظیم الشان علمی کارنامے کی ہے۔

حافظ محمود شیرانی ، امتیا علی خاں عرشی اور قاضی عبدالودود ہم پایہ محقق ہیں۔مگر ایک وجہ سے مولانا عرشی کی انفرادیت نمایاں ہوجاتی ہے۔ حافظ محمود شیرانی اور قاضی عبدالودود ،دونوں اپنی تحریروں میں طنز وتمسخر، سخت گیری اور تنقیص کا پیرایہ اختیار کرلیتے ہیں۔ لیکن مولانا عرشی کی ساری توجہ معلومات بہم پہنچانے پر صرف ہوتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ لیاقت علی،ڈاکٹر،''اردو شاعری کی ترویج وترقی میں رام پور کی خدمات(۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء)''،مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی، لاہور:مخزونہ پنجاب یونی ورسٹی،۲۰۰۴ء،ص ۲۶

۲۔ شادانی،سید اصغر علی،''احوال ریاست رام پور''،کراچی:خواجہ پرنٹرز اینڈ پبلیشرز،۲۰۰۶ء،ص ۸۸

۳۔ یوسفی،خورشید احمد خان،مرتب؛''خمخانہ جاوید''،اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۰ء،ص۲

۴۔ افتد احسن،ڈاکٹر،مرتب؛''کلیات قائم'' جلد اول،لاہور:مجلس ترقی ادب،۱۹۶۵ء،ص ۳۷

۵۔ لیاقت علی، ڈاکٹر، محولہ بالا، ص۵۹

۶۔ ایضاً

۷۔ نذیر احمد، ڈاکٹر، مرتب؛ ''مولانا امتیاز علی عرشی۔۔۔ادبی و تحقیقی کارنامے''، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۱ء، ص۹۷

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص۱۰۳

۱۰۔ ایضاً، ص۱۰۵

۱۱۔ ایضاً، ص۱۴۳

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً، ص۱۴۴